نام جاوید اقبال حسامی اردو درجہ اولیٰ

سوال نمبر 2

خبر واحد کی تعریف، حکم مخبر کی شرائط اور فاسق کی خبر کے احکام لکھیں

جواب: خبر واحد وہ ہے جسے ایک راوی روایت کرے یا دو اور دو سے زیادہ اس کے بعد وہ مشہور اور متواتر سے کم ہو۔

حکم:

خبر واحد کا حکم جب کہ وہ کتاب اللہ اور سنت مشہورہ کے مخالف نہ ہو کسی ایسے واقعہ میں جس کے ساتھ ضرورت عام نہ ہو اور اس میں صحابہ کرام کا اختلاف ظاہر نہ ہوا ہو اور اس کے ساتھ ترک استدلال نہ ہو۔

شرائط:

ان شرائط کے ساتھ جو مخبر میں ملحوظ رکھی جائیں عمل کو واجب کرتی ہے اور وہ شرائط چار ہیں:

(1) اسلام (2) عدالت (3) عقل کامل (4) ضبط

پس کافر، فاسق، بچے اور جس کی عقل آفت زدہ ہو اور وہ شخص جس کی غفلت پیدائشی یا سستی یا اندازہ لگا کر بات کرنے سے شدت اختیار کر چکی ہو تو اس پر عمل کرنا واجب نہ ہوگا۔ اور حدیث پاک کی روایت کے باب مستور فاسق کی طرح ہے جب تک اس کی عدالت واضح نہ ہو مگر قرون اول میں اس بنا پر کہ ہم بیان کر چکے

فاسق کی خبر

اور احکام کی حلت اور حرمت میں
اور پانی کی طہارت و نجاست میں فاسق کی خبر کی
جب ظن غالب سے تائید کی گئی تو اسے صرف اس لئے
معتبر سمجھا جاتا ہے کہ یہ ایک خاص معاملہ ہے کہ عادل
راویوں سے اس کا حصول درست نہیں ہوتا ہے میں
اس کی خبر میں بوجہ ضرورت سوچ بچار واجب ہوں
اور فسق کے باوجود اسی کے گواہی کے اہل ہونے کی وجہ
سے اور تہمت کے منتفی ہونے کی وجہ سے اس حیثیت
سے اپنی نے جو چیز غیر کو لازم کر دیا ہے جو اس آپ کو
بھی لازم کر دیا ہے مگر یہ ضرورت لازم نہیں ہے کیونکہ عمل
بالاصل ممکن ہے اور وہ اس طرح کہ پانی اصل میں طاہر ہے
یعنی فسق کو مانع قرار دیا جائے گا۔

اور جب ثابت ہو گیا کہ خبر
واحد حجت ہے ہم نے کہا کہ اگر راوی فقہ میں اور اجتہاد
میں مقدم ہونے کے ساتھ معروف ہے۔ جیسے خلفائے
راشدین، عبادلہ ثلاثہ، زید بن ثابت، معاذ بن
جبل، ابو موسیٰ اشعری اور حضرت عائشہ
رضوان اللہ اور ان کے علاوہ جو فقہ اور اجتہاد میں
مشہور ہوئے ان کی حدیث حجت ہو اس کے ساتھ
قیاس کو چھوڑ دیا جائے گا۔

سوال نمبر ۲
بیان تغییر کے بارے میں جامع نوٹ قلم
بند کریں۔

بیان تبدیل وہ نسخ ہے صاحب شرع

جواب:

کے حق میں نسخ مطلق حکم کی مدت کا بیان ہے جو
اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا مگر اطلاق کی وجہ بظاہر مکلف
انسان کے حق میں اس کی بقا معلوم ہوتی تھی
گویا نسخ ہمارے لیے تو حکم کی تبدیلی ہوتی اور
صاحب شرع کے حق میں بیان محض ہے جیسے قتل
شارع کے حق میں مقتول کی مدت حیات کا بیان
ہے کہ اس کی حیات کا وقت اتنے تک ہی تھا۔ اور
قاتل کے حق میں تغیر اور تبدیل ہے کہ اس نے
حیات کو موت میں بدل ڈالا اور اس پر
قصاص اور دیت لازم ہوتی اور لوگ بھی اس
کو تبدیل اور تغیر سے تعبیر کرتے ہیں کہ فلاں نے اس
کی زندگی ختم کر دی۔ مگر حق شارع میں صرف اس بات
کا بیان ہے کہ اس کی مدت حیات یہی تھی۔
پھر مصنف نے نسخ کا محل بیان
فرمایا کہ ایسا حکم جو بذات خود وجود و عدم کا
احتمال رکھتا ہو اس کے ساتھ وقت تعیین یا تابید
نص کے ساتھ ثابت نہ ہو وہاں نسخ ہو سکتی ہے اور
اگر وہ حکم ایسا ہے جیسے خالدین فیھا ابدا ولا تقبلوا
لھم شھادۃ ابدا یا بطور دلالت تو قیت یا تابید ہے
جیسے وہ تمام احکام جن کے نفاذ کے بعد حضور ص کا
وصال مبارک ہو گیا ہے اس بات کی دلیل ہے کہ
نسخ کا اختیار کسی کے لیے باقی نہ رہا
اور تلاوت اور حکم دونوں کی
نسخ جائز ہے۔ اور ان میں سے ایک کی نسخ جائز ہے

ہو اور دوسرے کی نہ ہو اس لیے کہ نظم کے دو حکم ہیں۔ جواز صلاۃ اور وہ اس اس کے صیغے کے معنی کے ساتھ قائم ہیں اور ان میں سے ہر ایک بذات خود مقصود ہے نہیں وہ درست اور وقت کے بیان کا احتمال رکھتا ہے اور نص پر زیادتی ہمارے نزدیک نسخ ہے۔ امام شافعی اس میں اختلاف کرتے ہیں اس لیے کہ زیادتی کے ساتھ اصل مشروع حق کا بدل بن جاتا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں ان میں جو اللہ تعالی کا حق بن کر واجب ہوئی ہیں حدود احکام کا حکم نہیں۔ اس لیے وہ تخییر کے وصف کو قبول نہیں کرتا یہاں تک کہ ظہار کرنے والا جب ایک مہینہ روزہ رکھنے کے بعد بیمار ہو گیا پھر اس نے تیس مساکین کو کھانا کھلایا تو اسے کفایت نہیں کرے گا لیکن معنی کے لحاظ سے زیادتی نسخ ہوگی اور اسی وجہ سے ہمارے علماء نے خبر واحد کے ساتھ قراءت فاتحہ کو فرض نہیں بنایا کیونکہ وہ نص پر زیادتی ہے۔ اور انہوں نے خبر واحد اور قیاس سے کتاب کے اطلاق میں جلا وطنی کی بطور حد زیادتی اور طواف زیارت میں شرط کے طور پر طہارت کی زیادتی اور رقبہ کفارہ میں ایمان کی صفت کی زیادتی کا انکار کیا۔

سوال نمبر ۲

امر کی تعریف اور حسن کے اعتبار سے مامور بہ کی اقسام تفصیل سے لکھیں۔

تعریف:

الامر فی اللغۃ قول القائل لغیرہ افعل
وفی الشرع تصرف الزام الفعل علی الغیر۔

ترجمہ: امر لغت میں قائل کا اپنے غیر کو افعل کہنا اور شریعت میں غیر پر فعل لازم کرنے کا تصرف امر کہلاتا ہے۔

حسن کے اعتبار سے مامور بہ

مامور بہ کے حسن کی صفت میں: مامور بہ کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو اپنے اندر معنی کی وجہ سے حسن ہو اور دوسرا وہ جو غیر کے اندر معنی کی وجہ سے حسن ہو۔ اور جو معنی کی وجہ سے حسن ہے اس کی دو قسمیں ہیں ایک وہ کہ جس کا حسن اس کی وضع میں ہو جیسے نماز اس میں بے شک وہ ایسے افعال و اقوال کے ساتھ ادا کی جاتی ہے جن کی تعظیم کرنے کے لیے وضع کی گئی ہے۔ اور تعظیم فی نفسہ حسن ہے مگر جب اپنے وقت اور حال کے غیر میں ہو۔

دوسری قسم جو ملحق ہے ساتھ ذاتی کے ساتھ لاحق کی گئی ہو جس کے وضع میں حسن نہ تھا جیسے زکوٰۃ، روزہ اور حج پس یہ افعال فقیر کی حاجت اور نفس کی خواہش اور شرف مکان

کے واسطے سے اللہ کے بندوں کو غنی کرنے اور اس کے دشمن
کو مغلوب کرنے اور اس کے شعائر کی تعظیم کرنے کو
متضمن ہے پس ثالث معنوں کے بجالانے عبد کے اختیار
کرنے سے عبد کی جانب سے حسن ہو گا۔

اور غیر کے اندر معنی کی وجہ سے ہو ما طور
پہ حسن ہے اس کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو غیر
کے بعد اصل فعل مقصود سے معنی حاصل ہو جیسے
وضو نماز کی طرف سعی اور دوسری قسم وہ کہ
جس فعل کا حکم دیا گیا ہے اسی کے ساتھ معنی
حاصل ہو جاتے جیسے میت پر نماز جنازہ اور
جہاد اور حدود قائم کرنا ہیں بے شک ان میں سے
جو حسن ہے وہ (عبد مسلم کے) حق کی ادائیگی اور اللہ
تعالیٰ کے دشمنوں کو سرنگوں کرنا اور گناہوں سے
زجر میں ہے۔ نفس فعل سے حاصل ہو جاتا ہے
اور ان دونوں نوع کا حکم جو ایک ہے۔ اور وہ وجوب
غیر کے ساتھ واجب کا باقی رہنا اور سقوط غیر کے
ساتھ واجب کا ساقط ہو جانا ہے

سوال نمبر 4

مختصر جوابات لکھیں۔

1. مقتضی اور محذوف میں فرق کیا ہے۔

محذوف	مقتضی
محذوف وہ ہوتا ہے جو ثابت ہوتا ہے اور اس کا علاوہ ہے یہ غیر کا تقاضا کرتا ہے وہ اقتضا کی صحت ہے [illegible] اور اگر محذوف ہو [illegible]	مقتضی وہ زیادت النص ہے جو منصوص علیہ کی صحت کے لئے شرط ہو اور ثابت ہوتی ہے اس لئے کہ وہ اس کا متقاضی ہے

وہ کونسی دلالت ہیں جن کے سبب حقیقی معنی کو ترک کر دیا جاتا ہے

جواب: وہ تمام مقامات جہاں پر حقیقی معنی کو ترک کر دیا جاتا ہے وہ یہ ہیں

کبھی محل کلام کی دلالت کی وجہ سے حقیقت کو چھوڑ دیا جاتا ہے جیسے لا یاکل من ہذہ النخلۃ

کبھی دلالت عادت کی وجہ سے حقیقت کو چھوڑ دیا جاتا ہے جیسے لا یضع قدمہ فی دار فلان

کبھی اس معنی کی وجہ سے جو متکلم میں ہو حقیقت کو چھوڑ دیا جاتا ہے ان خرجت من الدار فانت طالق

عبارۃ النص اور اشارۃ النص کا فرق مثال سے واضح کریں

عبارۃ النص:

عبارۃ النص وہ ہے جس میں کلام کو لایا گیا ہو اور قصداً اس سے اس کا ارادہ کیا گیا ہو

مثال: للفقراء المھاجرین الذین میں ان کیلئے مال غنیمت سے حصے کو واجب کرنے کو بیان کرنے کیلئے کلام کو لایا گیا ہے

اشارۃ النص:

اشارۃ النص وہ ہے جو عبارۃ النص کی طرح نظم سے ثابت ہو مگر اس کیلئے کلام کو لایا نہ گیا ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان للفقراء المھاجرین الذین میں

ان کا مطلب کی کفارے کی طرف اشارہ ہے اور یہ دونوں
حکم کے ثابت کرنے میں برابر ہیں مگر تعارض کے
وقت نص زیادہ قوی دار ہے۔

سوال: عام اور مشترک میں کیا فرق ہے مثال دے کر وضاحت کریں۔

جواب: مشترک:

مشترک وہ لفظ ہے جس میں معانی اور
اسامی کا اشتراک ہو مگر انتظام اور استعمال کے
طریقے برابر ہوں جیسے لفظ قرء دو معنوں یعنی
حیض اور پاکی میں مشترک ہے۔ لفظ عین چشمہ
آنکھ سورج وغیرہ میں مشترک ہے۔

عام:

عام ہر وہ لفظ ہے جو مسمیات کی جماعت
کو لفظاً یا معناً شامل ہو جیسے بیع میں کہتے
ربوا۔

سوال: استعارہ جانبین سے ہوتا ہے یا جانب واحد سے اور کیوں ہوتا ہے؟

جواب: استعارہ جانبین سے ہوتا ہے کیونکہ علت کی مشروعیت
صرف حکم کے لیے ہوتی ہے اور حکم علت کے بغیر ثابت
نہیں ہوتا تو ان میں اتصال برابر ہو گا اس لیے
استعارہ عام ہو گا۔

سوال نمبر ۲

عبارات پر اعراب لگا کر ترجمہ اور مفہوم بیان کریں۔

(الف)

الْأَدَاءُ الْمَحْضُ مَا يُؤَدِّيْهِ الْإِنْسَانُ بِوَصْفِهِ عَلَىٰ مَا شُرِعَ مِثْلُ أَدَاءِ الصَّلٰوةِ بِجَمَاعَةٍ وَأَمَّا فِعْلُ الْفَرْدِ فَأَدَاءٌ فِيْهِ قُصُوْرٌ أَلَا تَرَىٰ أَنَّ الْجَهْرَ سَاقِطٌ عَنِ الْمُنْفَرِدِ وَفِعْلُ اللَّاحِقِ بَعْدَ فَرَاغِ الْإِمَامِ أَدَاءٌ يُشْبِهُ الْقَضَاءَ بِاعْتِبَارِ أَنَّهُ الْتَزَمَ الْأَدَاءَ مَعَ الْإِمَامِ حِيْنَ تَحَرَّمَ مَعَهُ وَقَدْ فَاتَهُ ذٰلِكَ حَقِيْقَةً۔

ترجمہ: ادا محض جو انسان اس وصف کے ساتھ ادا کرے جس پر کہ اس کی مشروعیت ہوئی۔ مثلاً نماز با جماعت ادا کرنا اور بہرحال منفرد کا فعل تو وہ ایسی ادا ہے جس میں نقص ہے کیا نہیں دیکھتے کہ منفرد سے جہر ساقط ہو جاتا ہے۔ اور امام کے جماعت سے فارغ ہونے کے بعد لاحق کا فعل ایسی ادا ہے جو قضاء کے مشابہ ہے اس اعتبار سے کہ اس نے امام کے ساتھ ادا کا التزام کیا جس وقت اس نے اس کے ساتھ تکبیر تحریمہ کہی اور یہ التزام حقیقتاً اس سے فوت ہو گیا

مفہوم: مصنف علیہ ادا کی اقسام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ادائے محض وہ ہے جو اس

وصف کے برلاف ادا کی جاتی جس پر اسکی مشروعیت ہوئی ہو جیسے نماز ھماجماعت ادا کی گئی کہ دو دن حضرت جبریل علیہ نماز کی تعلیم کیلئے آتے رہے اور نماز باجماعت ادا کی گئی اکیلا بندہ اگر نماز ادا کرے تو وہ بھی ادا ہے مگر اس میں کمی ہے کیونکہ منفرد سے جہر کا وجوب ساقط ہے لاحق مقتدی امام کے فارغ ہونے کے بعد جو نماز ادا کرتا ہے تو وہ ادا قضاء کے مشابہ ہے

(ب)

وَ اَمَّا اِذَا وَقَعَ التَّعَارُضُ بَیْنَ الْقِیَاسَیْنِ لَمْ یَسْقُطَا بِالتَّعَارُضِ لِیَجِبَ الْعَمَلُ بِالْحَالِ بَلْ یَعْمَلُ الْمُجْتَہِدُ بِاَیِّہِمَا شَاءَ بِشَہَادَۃِ قَلْبِہٖ لِاَنَّ الْقِیَاسَ حُجَّۃٌ یُعْمَلُ بِہٖ اَصَابَ الْمُجْتَہِدُ الْحَقَّ بِہٖ اَوْ اَخْطَأَ فَکَانَ الْعَمَلُ بِاَحَدِہِمَا وَھُوَ حُجَّۃٌ اِلْہَامًا یَتَقَلَّبُ اِلَیْہَا بِنُوْرِ الْفَرَاسَۃِ اَوْلٰی مِنَ الْعَمَلِ الْحَالِ.

ترجمہ: بہر حال جب دو قیاسوں میں تعارض واقع ہو تو وہ تعارض سے ساقط نہ ہوں گے تاکہ عمل بالحال واجب ہو بلکہ مجتہد اپنی شہادت القلب کے ساتھ ان میں سے جس پر چاہے عمل کرے کیونکہ قیاس

حجت ہے اور اس پر عمل کرنا ہے مجتہد کو حق پہنچا ہے یا غلطی کرتا ہے پس ان میں سے کسی ایک پر عمل کرنا ہوگا اور وہ حجت ہے نور فراست کے ساتھ اس کی طرف اس کے قلب نے اطمینان حاصل کیا ہے عمل بالحال سے اولی ہے۔

مفہوم: مصنف علیہ فرماتے ہیں کہ جب دو قیاسوں میں تعارض واقع ہو جاتے تو وہ تعارض سے ساقط نہیں ہونگے تاکہ عمل بالحال کیا جاتے۔ کہ ہر چیز کو اس کو سابقہ حالت پر کیا جاتے۔ بلکہ مجتہد اپنی شہادت قلبی کے ساتھ ان میں سے کہ ایک پر عمل کرے کیونکہ قیاس شرعی حجت ہے۔ مجتہد اس میں حق کو پہنچ جاتے یا غلطی کرے تو اسے اجر ملے گا۔ تو مجتہد کا کسی ایک قیاس پر جس پر نور فراست سے اس کا دل مطمئن ہو جاتے عمل کرنا عمل بالحال سے اولی ہے۔